جہانگیر اور تو زکِ جہانگیری

مولانا شبلی نعمانی

جہانگیر

اور

توزکِ جہانگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بمن چنداں گنہ از بدگمانی می کند نسبت
کہ من ہم در گماں افتادہ پندارم گنہگارم

یورپ کے بیدرد واقعہ نگاروں نے سلاطین اسلام کی غفلت شعاری عیش پرستی۔ سیہ کاری کے واقعات کو اس بلند آہنگی سے تمام عالم میں مشہور کیا کہ خود ہمیں کو یقین آچلا اور تقلید پرست تو بالکل یورپ کے ہم آہنگ بن گئے:

ہندوستان کے سب سے بڑے انشا پرداز نے نیرنگ خیال میں جہانگیر کی یہ تصویر کھینچی ہے۔ اس کے بعد ایک اور بادشاہ آیا جو اپنی وضع سے ہندو راجہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ خود مخمور نشہ میں چور تھا۔ ایک عورت صاحب جمال (نور جہان) اُسکا ہاتھ پکڑے آتی تھی اور جدھر چاہتی تھی پھراتی تھی وہ جو کچھ دیکھتا تھا اُس کے نور جمال سے دیکھتا تھا اور جو کچھ کہتا تھا اُسی کی زبان سے کہتا تھا۔ اس پر بھی ہاتھ میں ایک جزو کاغذوں کا تھا اور کان پر قلم دھرا تھا۔ یہ سانگ دیکھکر سب مسکرائے

مگر چونکہ دولت اُسکے ساتھ تھی۔ اور اقبال آگے آگے اہتمام کرتا آتا تھا۔ اس لئے بدمستی بھی نہ ہوتا تھا جب نشہ سے آنکھیں کھلتی تھیں تو کچھ لکھ بھی لیتا تھا؛

لیکن آؤ دیکھیں اس جھوٹ میں کچھ سچ بھی ہے۔ ہمارے انشاپردازنے جہانگیر کے کبھی کبھی ہوش میں آجانے کا جو کارنامہ بتایا ہے وہ اُسکی کتاب توزک جہانگیری ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ جہانگیر کے طرز عمل اور ہر قسم کے خیالات کے دریافت کرنے کا اس سے زیادہ صحیح ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہم اس رسالہ میں اسی کتاب پر مختلف حیثیتوں سے نظر ڈالنا چاہتے ہیں؛

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت (جسکو سب سے پہلے بیان کرنا چاہئے) یہ ہے کہ وہ واقعات کا نہایت صحیح اور سچا مرقع ہے؛ اسکا ہر ہر لفظ شہادت دیتا ہے کہ کتاب کا لکھنے والا کسی واقعہ میں کسی قسم کی رنگ آمیزی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ حکمت عملی اور پالٹیکس کے فلسفہ سے بالکل ناواقف ہے۔ وہ بدنما واقعات پر ملمع سازی کا روغن نہیں چڑھا سکتا۔ وہ عیب بھی کرتا ہے تو ڈنکے کی چوٹ کہدیتا ہے اور ہنر کا کوئی کام اُس کے ہاتھ سے بن آتا ہے تو داد طلب خاموشی نہیں اختیار کرتا بلکہ علانیہ فخر کا اظہار کرتا ہے۔ مؤرخین کو اپنے تجسس اور رازجوئی پر ناز ہے کہ انھوں نے ابوالفضل کے قتل کی سازش دریافت کرلی لیکن جہانگیر خود صاف صاف لکھتا ہے؛

"راجہ نرسنگھ دیو از راجپوتاں بندیلہ ۔ ۔ ۔ ۔ بمنصب سہ ہزاری سرفرازی یافت وباعث ترقی و رعایت او آن شد کہ در اواخر عہد پدر بزرگوارم شیخ ابوالفضل را کہ از شیخ زادہائے ہندوستان بمزیت فضل و دانائی امتیاز تمام داشت ۔ ۔ ۔ طلب

داشتند و چون خاطر او بمن صاف نبود و یقین بود کہ اگر دولت ملازمت دریابد باعث زیادتی آن غبار خواہد گشت و مانع دولت مواصلت گردیدہ کار بجائے خواہد رسانید کہ بضرورت از سعادت خدمت محروم باید گردید چون ولایت نرسنگہ دیو سر راہ او واقع بود با و پیغام فرستادم کہ اگر سر راہ بر آن مفسد فتنہ انگیز گرفتہ او را نیست و نابود سازد رعایتہائے کلی از من خواہد یافت"

اپنے بیٹے شاہجہاں کو شراب پلواتا ہے تو بے تکلف لکھتا ہے۔

"تا سال حال کہ سنش بہ بیست و چہار سالگی رسیدہ و کدخدائیہا کردہ و صاحب فرزندان شدہ اصلا خود را بخوردن شراب آلودہ نساختہ بود۔ این روز کہ مجلس وزن او بود گفتم کہ بابا صاحب فرزندان شدہ و بادشاہان و بادشاہزادگان شراب خوردہ اند۔ امروز کہ روز جشن تست بتو شراب می خورانم و رخصت می دہم کہ در روز ہائے جشن و ایام نوروز و مجلسہائے بزرگ میخوردہ باشی اما طریقہ اعتدال مرعی داری"

اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جن سے بداہتہً ثابت ہوتا ہے کہ اس نے جہاں جو کچھ لکھا ہے سچائی کے جادہ سے بال برابر بھی نہیں ہٹا ہے۔

قدرت زبان

ایک اور خصوصیت جو قوت تحریر سے متعلق ہے اور جسکو اصل مقصد سے پہلے بیان کرنا چاہئے یہ ہے کہ وہ ہر قسم کے واقعات کو جس خوبی۔ سادگی۔ صفائی اور بے تکلفی سے بیان کر سکتا ہے اور ساتھ ہی زبان کا لطف قایم رکھتا ہے فارسی انشا پردازوں میں کسی سے بن نہیں آ سکتا۔ اختصار کے لحاظ سے ہم ایک دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

چونکہ اسکو علم الحیوانات کے ساتھ خاص شغف تھا دور دراز ملکوں میں [illegible]

مقرر کئے تھے کہ ہر قسم کے عجیب و غریب جانور جہاں سے جس قیمت پر ہاتھ آئیں شاہی
عجائب خانہ کے لئے روانہ کئے جائیں چنانچہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری میں مقرب خان
بندر کھمبات سے جو عجیب و غریب جانور ساتھ لایا اُن میں پیرو بھی تھا جسکو آج انگریزی
مرغی کہتے ہیں۔ اسکی تصویر جہانگیر ان الفاظ میں کھینچتا ہے:-

"یکے از جانوران در جثہ از طاؤس مادہ کلان تر و از نر فی الجملہ خوردتر گاہے کہ در مستی
جلوہ نماید دُم خود را و دیگر پرہا را طاؤس آسا پریشاں می سازد و برقص در می آید
سر و گردن و زیر حلقوم او ہر ساعت برنگے ظاہر می گردد۔ وقتیکہ در مستی ست سرخ
سرخ ست گویا کہ تمام را بہ مرجان مرصع ساختہ اند و بعد زمانے ہمیں جاہا سفید
می شود و بطریق پنبہ بنظر می آید۔ بوقلمون آسا ہر زمان برنگے دیگر دیدہ می شود
و دو پارچہ گوشتی کہ برسر دارد بتاج خروس مشابہ است۔ غریب این ست کہ
در ہنگام مستی پارچہ گوشت مذکور بطریق خرطوم از بالائے سرِ او تا یک وجب آویزد
و باز آن را بالا می کشد چون شاخ کرگدن بر سر او مقدار دو انگشت نمایان میگردد
اطرافِ چشم او ہمیشہ فیروزہ گون ست۔"

ایک اور پرندہ کی تصویر یوں کھینچتا ہے:-

"یکے از خصوصیات این جانور آن ست کہ تمام شب پائے خود را بشاخ درختے
بند کردہ خود را سر نشیب می سازد و با خود زمزمہ می کند و چون روز شد بالائے آن
درخت می نشیند۔"

اسی طرح جشنوں کی چہل پہل لڑائیوں کی ہل چل شکاروں کی دوڑ دھوپ
موسموں کی دلآویزی۔ باغوں کی تر و تازگی۔ آپس کی صحبتوں کی رنگینی کو ایسے بے تکلف

برجستہ اور دلاویز طریقہ سے ادا کرتا ہے کہ بڑے بڑے نامور انشا پرداز نہیں کر سکتے
ان خصوصیتوں کے بیان کرنے کے بعد اب ہم اُن حالات کی طرف متوجہ ہوتے
ہیں جن سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ یورپ کے مؤرخین اسکی زندگی کا جو نقشہ کھینچتے
ہیں کہاں تک صحیح ہے۔

توزک جہانگیری اس کا روزانہ روزنامچہ ہے۔ اس میں وہ تاریخ وار تمام
واقعات جو اُس کو پیش آتے ہیں اور جن اشغال میں وہ مشغول رہتا ہے تفصیل کے ساتھ
بیان کرتا ہے۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی عمر کا بڑا حصہ ملک کے دورہ میں صرف
ہوا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ملک اور رعایا کے حالات سے اطلاع حاصل کرتا تھا۔ اس
خصوصیت میں وہ اپنے تمام پیشروؤں اور جانشینوں سے بڑھا ہوا ہے کہ اُس کے سفر کی
مدت اور سفر کے حدود سب سے زیادہ وسیع ہیں۔

دورہ کے روزانہ حالات جو وہ قلمبند کرتا ہے اُس میں عیش و عشرت کا حصہ بہت
کم نظر آتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ان واقعات کو نظر انداز کرتا جاتا ہے شب و روز
عیش میں بسر کرنا۔ شراب کے جلسے قایم کرنے جشن آرائی کی دھوم دھام نغمہ و سرود
کی مجلسیں ان تمام واقعات کو وہ نہایت مزے لیکر بیان کرتا ہے۔ لیکن جب
اس قسم کے حالات کو اُسکے ملکی و عملی اشغال سے موازنہ کیا جاتا ہے تو صاف نظر
آتا ہے کہ ان تفریحی اشغال کو اُس نے اُسی حد تک جایز رکھا تھا جس حد تک یورپ
نے باوجود کمال تہذیب کے جایز رکھا ہے۔

| مہمات ملکی کیطرف توجہ | ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی وہ بڑی مہمات پر فوجیں بھیجتا ہے
کبھی ایک غریب بڑھیا کی یک طاقتور درباری کے مقابلہ میں دادرسی کرتا ہے

کبھی علاقہ کی پیمائش میں مصروف ہے۔ کبھی صوبہ جات کے گورنروں کے نام احکام جاری کر رہا ہے۔ کبھی ملکی پیداوار کی تحقیقات میں مصروف ہے۔ کبھی سرحدی حکمرانوں سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کبھی علما کی مجلس میں شریک ہے۔ کبھی غیر مذہب والوں سے علمی مباحثے کر رہا ہے۔ اسی حالت میں کام کرتے کرتے تھک جاتا ہے تو ارباب نشاط اور نغمہ سرود سے بھی دل بہلا لیتا ہے۔ اگر یہ جرم ہے تو سب کو اس جرم کا مرتکب ہونا چاہیئے ع تنہا نہ من بمے کدہ رفتم بسے ماہ ہم خورند ہم بادہ پارسائی

اس نے تخت پر بیٹھنے کے ساتھ پہلا حکم جو صادر کیا وہ زنجیر عدالت کا آویزاں کرنا تھا۔ شخصی حکومتوں میں رعایا کی دادرسی میں جو امر سب سے بڑا وقت طلب ہوتا ہے وہ بادشاہ کے دربار کی رسائی ہے۔ نقیب و چاؤش۔ حاجب، و دربان۔ خدم و حشم کے ہجوم میں مظلوموں کا بادشاہ تک پہونچنا ایک طرف انکی آواز بھی نہیں پہونچ سکتی؛

جہانگیر نے سب سے پہلے اسکی طرف توجہ کی اور حکم دیا کہ ایک زنجیر قلعہ کے برج سے دریا تک لٹکا دی جائے تاکہ جو مظلوم شاہی دربار تک نہ پہونچ سکے اس زنجیر کو ہلا دے؛

جب کوئی شخص اس زنجیر کو ہلاتا تھا تو قلعہ میں خبر ہو جاتی تھی اور جہانگیر اسی وقت باہر نکل آتا تھا اور اسکی دادرسی کرتا تھا؛

جہانگیر کی نفاست پسندی نے یہاں بھی کام کیا یعنے زنجیر زر خالص سے تیار کی گئی؛ یہ زنجیر ۳۰ گز لمبی تھی اور ۴ من وزن تھا۔ اس میں ساٹھ گھنگرو تھے جو زنجیر ہلانے سے بجتے تھے؛

اسکے علاوہ تخت نشینی ہی کے ساتھ اسنے دوازدہ گانہ احکام صادر کیئے جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) تمغا۔ اور میر بحری۔ اور وہ ٹکس جو ہر صوبہ کے جاگیرداروں نے مقرر کیئے تھے قطعاً موقوف کر دیئے ؛

(۲) جن راستوں میں ڈاکے پڑتے تھے حکم دیا کہ منزل بمنزل سرائیں۔ کوئیں اور مسجدیں تیار کرائی جائیں۔ تاکہ لوگ آباد ہو جائیں اور چوری وغیرہ نہ ہونے پائے۔ اسکے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ سوداگروں کا اسباب انکی مرضی کے بغیر کوئی کھولنے نہ پائے۔

(۳) اب تک یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص مرجاتا تھا اُسکا مال ضبط ہو کر خزانہ شاہی میں داخل ہوتا تھا۔ اگرچہ اکثر وہ وارثوں کو واپس ملتا تھا لیکن یہ شاہی احسان سمجھا جاتا تھا۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ جائداد و مال وارثوں کا حق ہے۔ کسی کو اسمیں تصرف کا حق نہیں۔ البتہ جو شخص لاوارث مرجائے اُسکا مال بیت المال میں داخل ہو لیکن وہ بھی صرف پبلک ورکس یعنی سراؤں۔ پلوں۔ تالابوں کی تیاری میں صرف کیا جائے ؛

(۴) تمام ممالک محروسہ میں شراب اور دیگر مسکرات بکنے نہ پائیں۔ جہانگیر نے جہاں اس حکم کا ذکر کیا ہے انصاف پسندی کے ساتھ اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے :۔

با آنکہ خود بخوردن شراب ارتکاب می نمایم ؛

(۵) کسی کے مکان میں سرکاری ملازمین اُترنے نہ پائیں ؛

(۶) ناک۔ کان کاٹنے کی جو سزائیں دیجاتی تھیں یک قلم موقوف کردیں ؛

(۷) رعایا کی زمین زبردستی خالصہ میں شریک کیجائے ؛

(۸) ملازمین شاہی اپنے علاقوں میں بغیر اجازت کے شادی نہ کرنے پائیں ؛

(۹) تمام بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے قایم کئے جائیں اور طبیب و جراح مقرر ہوں اور یہ تمام صرف جیب خاص سے ادا کیا جائے؛

(۱۰) ۱۸- ربیع الاول (تاریخ ولادت جہانگیر) اور جمعرات اور ہفتہ کو جانور ذبح نہ کئے جائیں۔

(۱۱) عام حکم دیا کہ والد ماجد (اکبر شاہ) کے زمانے کے تمام مناصب اور عہدے برقرار رکھے جائیں؛

(۱۲) جسقدر قیدی قلعوں میں اور جیل خانوں میں مقید تھے سب آزاد کر دیئے[۱]؛

جغرافیانہ اور مورخانہ تحقیقات ہندوستان کی سیکڑوں تاریخیں لکھی گئیں جن میں حکومت اور فتوحات کے حالات ہیں لیکن کوئی کتاب جغرافیہ کے طرز پر نہیں لکھی گئی جس سے ایک ایک شہر اور قصبہ کے حالات معلوم ہوتے۔ اس انداز کی سب سے پہلی کتاب آئین اکبری ہے جسمیں نہایت اجمالی حالات ہیں۔ آجکل گزیٹر کا جو طریقہ ہے یہ اس عہد میں بالکل نہ تھا لیکن اسکا خاکہ درحقیقت جہانگیر نے قایم کر دیا تھا۔ توزک جہانگیری میں وہ جس صوبہ یا جس شہر کا حال لکھتا ہے۔ اسکی ابتدائی تاریخ۔ ساحت۔ پیداوار کے اقسام۔ آب و ہوا۔ اثمار و اشجار۔ رسوم و عادات۔ ایک ایک چیز کو نہایت تفصیل سے لکھتا ہے۔ مثلاً کشمیر کے حال میں لکھتا ہے؛

کشمیر اقلیم چہارم میں شامل ہے۔ اسکا عرض بلد خط استوا سے ۳۵ درجہ۔ اور طول جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ ہے۔ مدت سے یہ ملک ہندو راجاؤں کے قبضہ میں تھا چنانچہ ان کی کل مدت حکومت ۴۰۰۰ سال ہے۔ جسکے تفصیلی حالات راجہ ترنگ

[۱] دیکھو توزک جہانگیری صفحہ ۴۔ تا صفحہ ۵۔

کی تاریخ میں جس کا ترجمہ عرش آشیانی (اکبر) کے حکم سے فارسی میں ہو چکا ہے بتفصیل مذکور ہیں۔ ۷۱۲ ہجری میں مسلمانوں کا قبضہ ہوا۔ ۳۲ حکمرانوں نے ۲۸۲ برس تک حکومت کی ۹۹۴ ہجری میں عرش آشیانی (اکبر) نے فتح کیا۔

کشمیر کا طول بھلولباس سے نشیبی حصہ تک ۵۶ کوس ہے۔ اور عرض ۲۷ کوس۔ ابوالفضل نے اکبر نامہ میں یوں ہی قیاساً لکھدیا ہے کہ کشمیر کا طول دریائے کشن گنگا سے ۱۲۰ کوس ہے۔ میں نے بہ نظر احتیاط ماہران فن کو مقرر کیا کہ طول اور عرض کی پیمایش کریں۔ ابوالفضل نے ۱۲۰ کوس جو لکھے وہ کل ۶۷ ٹھہرے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ہر ملک کی سرحد وہاں تک قرار دیجاتی ہے جہاں تک اس ملک کی بولی۔ بولی جاتی ہے۔ اس بناپر بھلولباس سے کشمیر کی حد مقرر کی گئی ہے جو دریائے کشن گنگا سے ۱۱ میل اس طرف ہے۔

شہر کا نام سری نگر ہے۔ دریائے بھٹ شہر کے بیچ میں بہتا ہے۔ اس دریا کا مخرج ایک چشمہ ہے جسکا نام ویری ناگ ہے جو سری نگر سے ۱۴ کوس ہے۔ میں نے اس چشمہ پر ایک باغ اور عمارت طیار کرائی ہے۔ شہر میں چار پل نہایت مستحکم اور مضبوط ہیں۔ پل کو کشمیری زبان میں کدل کہتے ہیں۔ یہاں ایک نہایت عالیشان مسجد ہے جو سلطان سکندر نے ۷۹۰ ہجری میں طیار کرائی تھی۔ محراب سے شرقی دیوار تک ۱۴۵ گز طول، اور ۱۴۴ گز عرض ہے۔ میر سید علی ہمدانی کی ایک خانقاہ یہاں یادگار ہے۔ یہاں آمد و رفت کشتی کے ذریعہ سے ہے۔ ۵۷۰۰ کشتیاں اور ۷۴۰۰ ملاح ہیں۔

کشمیر میں ۳۸ پرگنہ جات ہیں۔ بالائی حصہ کو امراج اور نشیبی کو کامراج کہتے ہیں

یہاں مالگزاری میں نقد دینے کا دستور نہیں۔ بلکہ بٹائی کا طریقہ ہے۔ ایک خروار تین من آٹھ سیر کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے کشمیر کی کل مالگزاری ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار ۵۰ خروار ہے جسکو نقدی سے بدلیں تو سات کرور ۶۶ لاکھ ستر ہزار دام ہوتے ہیں (دام قریباً سوا پیسہ کا ہوتا ہے)۔

کشمیر کا راستہ سخت دشوار گذار ہے۔ نسبتہً سب سے آسان راستہ بھمبر اور پکلی کا ہے لیکن کشمیر کی بہار دیکھنی ہو تو پکلی کے راستہ سے جانا چاہیئے"

"کشمیر ایک ہمیشہ بہار چمن زار ہے۔ جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے سبزہ۔ آب رواں۔ گلاب۔ بنفشہ۔ نرگس اور سیکڑوں قسم کے پھول ہی پھول نظر آتے ہیں۔ بہار میں نہ صرف صحرا اور چمن، بلکہ در و دیوار صحن و بام۔ لالہ سے پٹ جاتے ہیں۔"

کشمیر کے تمام مکانات چوبیں ہوتے ہیں جو دو منزلے سہ منزلے ہوتے ہیں۔ کوٹھے کو خاکپوش کر کے اس میں لالہ بوتے ہیں جو بہار میں پھولتا ہے اور عجب عالم پیدا کرتا ہے۔ یہ خاص کشمیر کی ایجاد ہے۔

کشمیر کے مضافات میں پھولوں کی اقسام کا شمار نہیں ہو سکتا۔ استاد منصور نقاش نے میرے حکم سے جتنے پھولوں کی تصویریں لیں انکی تعداد سو سے تجاوز تھی۔ عرش آشیانی سے پہلے یہاں شاہ آلو مطلق پیدا نہیں ہوتا تھا محمد قلی افشار نے کابل سے لاکر پیوند لگایا۔ اب تک دس پندرہ درخت طیار ہو چکے ہیں۔

(اسکے بعد تمام میوہ جات اور اور پیداوار اور حیوانات اور لوگوں کی معاشرت

اور رہنے سہنے کا حال لکھا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں ان کی گنجائش نہیں)۔

انصاف کرو ایک محقق جغرافیہ داں اور مؤرخ کسی ملک کا حال اس سے زیادہ کیا لکھ سکتا تھا۔ باوجود اسکے یوروپین مورخوں کی ناانصافی اور ستم ظریفی دیکھو جہانگیر کو ست لا یعقل کا خطاب دیتے ہیں۔ اور افسوس یہ ہے کہ ہمارا اردو کا انشا پرداز بھی (مولوی محمد حسین آزاد) قاضی نور اللہ شوستری کے خون کا انتقام اسی پردہ میں لیتا ہے؛

جہانگیر کے دورہ کی حد ایک طرف آگرہ سے لیکر پنجاب۔ اور کشمیر تک اور دوسری طرف مالوہ اور گجرات تک ہے۔ ان ممالک کے اضلاع اور شہروں بلکہ قصبات تک کے تمام حالات اس نے جس تحقیق سے لکھے ہیں۔ اس پر اضافہ نہیں ہو سکتا؛

علم الحیوانات جہانگیر کے زمانہ میں کسی کو اس فن کا خیال بھی نہ ہوگا لیکن توزک جہانگیری میں اسکے متعلق اس قدر معلومات ملتے ہیں کہ اس علم کی ایک اچھی ابتدائی تصنیف اس سے طیار ہو سکتی ہے۔ شکار کا شوق۔ شاہی لوازم میں داخل ہے۔ اور گو خشک مزاج عالمگیر اسکو "کار بیکاراں" کے لقب سے یاد کرتا تھا لیکن خود بھی اکثر بیکار بن جاتا تھا۔ تاہم آجتک کسی نے اس سے یہ کام نہیں لیا کہ علم الحیوانات کی تدوین میں کام آسکے؛ جہانگیر کو بھی شکار کا بے انتہا شوق تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی شکار افگنی کا نقشہ طیار کرانا چاہا چونکہ دفتر میں ایک ایک چیز قلمبند کیجاتی تھی۔ اسلئے تحقیقات سے ثابت ہوا کہ بارہ برس کی عمر یعنی ۹۸۸ھ ہجری سے پچاسویں سال تک ۲۸۵۳۲ جانور اس نے شکار میں

مارے تھے۔ جن میں ۸۶ شیر تھے توزک میں ایک ایک جانور کی الگ الگ تفصیل لکھی ہے۔

وہ جس جانور کو مارتا تھا۔ فوراً اُسکا وزن اور تشریح کراتا تھا۔ اور یہ دیکھتا تھا کہ اس میں غیر معمولی کیا چیزیں ہیں مثلاً۔

گرگ نرے۔ میرزا رستم شکار کردہ بود۔ آوردہ۔ می خواستم کہ ملاحظہ نمایم کہ زہرۂ او بطریق زہرۂ شیر درون جگر واقع ست۔ یا مانند جانوران دیگر در بیرون جگر وا۔ د۔ بعد از تفحص ظاہر شد کہ زہرۂ او ہم در درون جگر میباشد۔

یکے از ببرہائے نر راکہ از ہمہ کلاں تر بود فرمودم کہ بہ وزن در آوردند دومن وبست وچہار سیر ظاہر شد۔ از گورخرہائے شکاری یکے کہ بہ تنہا از ہمہ قوی تر او نہ من وشانزدہ سیر سنجیدہ شد۔

مگر مچھ دیدہ شد کہ ہشت گز طول ویک گز عرض داشت۔

نورجہاں بیگم قریشۂ ایں جا بہ بندوق زد کہ تا حال بہ آن کلانی وخوش رنگی دیدہ نشدہ بود۔ فرمودم وزن نمودند نوزدہ تولہ وپنج ماشہ بوزن در آمد۔

دریں تاریخ امانت شان دو دندان فیل گذرانید بغایت کلاں کہ یکے از ان سہ ذرع وگز، وہشت طسو طول وشانزدہ طسو ضخامت داشت سہ من ودو سیر بوزن در آمد۔

چونکہ قدیم تصنیفات میں تصویر درج نہیں کرتے تھے۔ اسلئے علم الحیوانات کی تصانیف میں سب سے مقدم یہ ہے کہ جس جانور کا ذکر کیا جائے۔ اُسکی صورت شکل، ڈیل ڈول، خط وخال۔ رنگ وروپ کا۔ اسطرح بیان کیا جائے کہ آنکھوں میں تصویر پھر جائے

حیٰوۃ الحیوان دمیری میں جو اس فن کی سب سے عمدہ کتاب خیال کی جاتی ہے اکثر یہ نقص پایا جاتا ہے کہ دو جانور جو باہم ملتے جلتے ہیں، ان میں امتیاز نہیں ہوسکتا؛ لیکن جہانگیر جس جانور کا ذکر کرتا ہے، تصویر کھینچکر رکھ دیتا ہے۔ اس سے اسکی قوت تحریر، اور قدرت زبان کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ ولایتی مرغی کا ذکر اوپر گذر چکا، اسکو ایکبار اور پڑھو۔ ایک اور موقع پر ایک قسم کے بندر کا ذکر کرتا ہے؛

میمونے آوردہ بود بہ ہیأت غریب و شکل عجیب۔ دست و پا و گوش و سر بعینہ میمون ست و روے او بروے روباہ می ماند۔ رنگ چشمہاے او بہ رنگ چشم باز۔ لیکن از چشم باز کلان ترست از سر او تا سر دم یک ذرع معمول بودہ است۔ از میمون پست تر و از روباہ بلند ترست۔ رنگ او خاکستری ست۔ از بناگوش تا زنخ سرخ ست می گون۔ دم او از نیم ذرع دو سہ انگشت دراز تر غایتاً بہ خلاف دیگر میمون ہا دم ایں جانور افتادہ است۔

لیکن اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تمام کمیاب جانوروں کی تصویریں کھچوائیں اور توزک جہانگیری میں شامل کیں چنانچہ اس کا ذکر مصوری کے بیان میں آئے گا، اکثر شکاروں میں جب کوئی غیر معمولی قد و قامت کا جانور شکار کرتا تھا تو اسکی تصویر کھچواتا تھا۔ سنہ جلوس میں ایک نہایت مہیب شیر کا شکار کیا تو اسکی تصویر کھچوالی۔ چنانچہ خود لکھتا ہے؛

از ایام شاہزادگی تا حال ایں ہمہ شیر کہ شکار کردم در بزرگی و شکوہ و تناسب اعضا مثل ایں شیرے بہ نظر نیامدہ بمصوران فرمودم کہ شبیہ آن را موافق ترکیب و جثہ بکشند بست و نہم سن جہانگیری وزن شد۔ (صفحہ ۳۰۵)۔

علم الحیوانات کے نتائج میں اس سے بہت مدد ملتی ہے کہ جانوروں کے نہایت غیر معمولی اقسام ڈھونڈھکر پیدا کیئے جائیں کیونکہ اس سے اکثر جانوروں کی ماہیت اور جنس و نسل جو قرار پا چکی تھی۔ بدل جاتی ہے۔ جہانگیر اسکا خاص خیال رکھتا ہے سفید رنگ کا چیتہ بہت کم سُنا گیا ہے۔ راجہ نرسنگھ دیو نے جب ۳ جلوس میں پیش کیا تو نہایت خوش ہوا۔ توزک میں اسکا جہاں ذکر کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ میں نے حسب ذیل جانور بالکل سفید دیکھے ہیں اور میرے چڑیا خانے میں موجود ہیں :-

شاہین۔ باشہ۔ شکرا۔ کنجشک۔ کوا۔ بٹیر۔ تیتر۔ پودنہ۔ طاؤس۔ باز۔

جہانگیر کا جانورخانہ حقیقت میں ایک عجائب خانہ تھا۔ اس میں ایسے بھی بہت سے جانور تھے جنکی خلقت غیر معمولی خلقت تھی۔ ان میں ایک بکرا تھا جو بقدر ایک پیالے دودھ دیتا تھا[1]

سنہ ۹ جلوس میں ولایت زیرباد سے ایک پرندا آیا جو طوطی کے مشابہ تھا۔ اسکی یہ عادت تھی کہ تمام رات اُلٹا لٹک کر چیخے کرتا تھا جہانگیر اسکا حال ان الفاظ میں لکھتا ہے :-

دریں روزہا جانورے از ولایت زیرباد آوردہ بودند کہ رنگ اصل بدن او موافق بہ رنگ طوطی ست لیکن در جثہ از و کوچک تر ست۔ یکے از خصوصیات این جانور آن ست کہ تمام شب پائے خود را بر شاخ درختے یا چوبے کہ اورا بر ان نشانیدہ باشند۔ بند کردہ خود را سر نشیب سازد و با خود زمزمہ میکند۔ و چون روز شد بر بالاے آن شاخ درخت می نشیند۔ آب مطلق نمی خورد و در طبیعت او کار زہر میکند

جہانگیر ان عجائبات کے بہم پہنچانے میں بے دریغ روپیہ صرف کرتا تھا۔ اور اُن امراء سے

---

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۱۷۰؛

نہایت خوش ہوتا تھا جو اس قسم کی چیزوں کو بہم پہنچاتے تھے۔ اور روپیہ کا مطلق خیال نہیں کرتے تھے۔ مقرب خان کو بندر کھمبات میں بھیجا تو تاکید کی کہ۔

بہ بندر گووا رفتہ۔ نفایسے کہ دران جا بدست آید جہت سرکار خاصہ شریفہ خریداری نماید حسب الحکم باستعداد تمام بر گووہ رفت۔ ومدتے دران جا بودہ نفایسے کہ دران بندر بدست افتاد اصلا روے زر نہ دیدہ بہر قیمتے کہ فرنگیاں خواستند زر دادہ گرفت۔ ازان جملہ جانورے چند آوردہ بود بسیار عجیب و غریب چنانچہ تاحال نہ دیدہ بودم بلکہ نام اورا کسے نہ میدانست الخ[51]

اسکے فیل خانہ میں ایک ہاتی تھا جسکا نام اس نے گجراج رکھا تھا۔ اس کا قد سات گز شرعی اور آٹھ انگل کا تھا[52] (شرعی گز جیسا کہ خود جہانگیر نے تصریح کی ہے چوبیس انگل کا ہوتا ہے یعنی ایک ہاتھ سے کچھ کم)۔

علم الحیوانات کا نہایت اہم مسئلہ۔ جانوروں کے خصایص طبعی کا علم ہے یعنی کون سے افعال اور خصایص ان کی فطرت میں داخل ہیں۔ اور کون سے ایسے ہیں جو تعلیم و تربیت سے بدل سکتے ہیں۔ اسپر بہت سے عملی نتایج موقوف ہیں۔ مثلاً ہاتی ایک مفید اور ضروری جانور ہے۔ لیکن اسکے خصایص میں ہے کہ آبادی میں جفت نہیں ہوتا اس ضرورت سے ہمیشہ جنگل سے گرفتار کرنے پڑتے ہیں ورنہ اگر ان کی نسل پھیل سکے تو نہایت آسانی ہو جائے۔ **جہانگیر** اس امر پر خاص توجہ رکھتا تھا اور اس نے تجربہ سے ثابت کر دیا کہ بہت سی باتیں جو بعض جانوروں میں فطری سمجھی جاتی تھیں۔ تربیت کے اثر سے بدل سکتی ہیں **شیر** کی نسبت عام طور پر مشہور ہے کہ کبھی انسان سے رام نہیں ہوتا لیکن

---

[51] توزک جہانگیری صفحہ ۱۰۵۔ + [52] توزک جہانگیری صفحہ ۲۳۴ +

جہانگیر لکھتا ہے :-

شیران بہ نوعے رام گشتہ اند کہ بے قید و بے زنجیر گاہ گاہ درمیان مردم میگردند و ضرر ایشان بہ مردم نمی رسد،

یہ بھی مشہور ہے کہ شیر۔ چیتے۔ ہاتی۔ آبادی میں بچے نہیں جنتے :-

اکبر نے ایک ہزار کے قریب چیتے جمع کیے تھے اور ان کو ایک جگہ رکھتا تھا کہ شاید جفت ہوں۔ لیکن کبھی نہ ہوئے۔ نر اور مادہ کھلے باغوں میں چھوڑوا دیے جب بھی الگ رہے۔ لیکن جہانگیر کے جانور خانے میں شیر اور چیتے دونوں نے بچے جنے۔ جہانگیر لکھتا ہے :

مادہ شیرے آبستن شد۔ و بعد از سہ ماہ سہ بچہ زائید و ایں ہرگز نہ شدہ کہ شیر جنگلی بعد از گرفتاری بہ جفت خود جمع شدہ باشد، (صفحہ ۱۱)

ہاتی کی نسبت لکھتا ہے،

شب یکشنبہ مادہ فیلے از فیل خانہ خاصہ در حضور من زائید، مکرر فرمودہ بودم کہ تحقیق مدت حمل نمایند آخر الامر ظاہر شد کہ بچہ مادہ یکسال و شش ماہ و بچہ نر نوزدہ ماہ در شکم مادر مے ماند۔ بخلاف تولد آدمی کہ اکثر بچہ از شکم مادر بہ سر فرو می آیند بچہ فیل اکثر بہ پا برمی آید، (۱۳۰)

اسی طرح سارس۔ تدرو وغیرہ کے واقعات لکھے ہیں۔ ایک شیر کی نسبت لکھا ہے کہ ایک بکری سے اس قدر مانوس ہو گیا تھا کہ بغیر اسکے بسر نہیں کر سکتا تھا، دونوں ایک پنجرہ میں رہتے تھے۔ چنانچہ لکھتا ہے :

شاہزادہ داور بخش۔ شیر نر پیشکش کرد کہ با بز الفت گرفتہ در یک قفس می باشند

وبہ آں بُز نہایت محبت و الفت ظاہر مے سازد۔ بدستور سے کہ حیوانات جُفت میشوند بُز را در آغوش گرفتہ حرکتے مے کند۔ حکم کرد ند کہ آں بُز را مخفی داشتند فریاد و اضطراب بسیار ظاہر ساخت (۲۹۹)

اس قسم کے اور بہت سے واقعات لکھے ہیں جو علم الحیوانات کے لئے کارآمد ہیں؛

مصوری

عام خیال ہے کہ چونکہ اسلام نے تصویر کشی کو حرام کردیا۔ اس لئے مسلمان اس فن میں کچھ ترقی نہ کرسکے۔ بلکہ ان کے عہد میں یہ لطیف فن گویا مٹ گیا۔ ہمکو مذہبی مسئلہ سے بحث نہیں لیکن تاریخی واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس فن میں کچھ کم ترقی نہیں کی۔ اور سلاطین اور امرائے اسلام اس فن کے ساتھ خاص شغف رکھتے تھے؛ اور جہانگیر تو گویا عاشق تھا۔ اسکی مہارت اس فن میں اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ ایک تصویر اگر مختلف مصوروں کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہوتی تھی تو وہ بتادیتا تھا کہ کہاں تک کس کے ہاتھ کا کام ہے خود توزک میں لکھتا ہے؛

اگر دریک صورت چشم و ابرو را دیگرے کشیدہ باشد، دراں صورت می فہمم کہ اصل چہرہ کار کیست؟ و چشم و ابرو را کہ ساخت؟

اس کے دربار میں مشہور مصور ابوالحسن تھا جسکو جہانگیر نے ۱۳ سنہ جلوس میں نادر الزمانی کا خطاب دیا تھا خطاب دینے کی تقریب میں لکھتا ہے؛

کارش بعیار کامل رسیدہ و تصویر او از کارنامہائے روزگار ست دریں عصر نظیر و عدیل خود ندارد۔ اگر دریں روزگار استاد عبدالحی و استاد بہزاد در صفور روزگار ہستے بود ند انصاف کار او مے داد ند۔ الحق نادرۂ زمان خود بود۔ و ہمچنیں استاد منصور نقاش کہ بخطاب نادر العصری ممتاز ست

دردفن نقاشی یگانۂ عصر خودست (۲۳۵)

جہانگیر نے نہایت نادر نادر تصویریں اور مرقعے طیار کرائے تھے ۱۱۲۶ھ جلوس میں خان عالم کو جب عراق بھیجا ہے تو کشن داس کو جو فن تصویر میں یکتائے روزگار تھا ساتھ بھیجا ہے کہ شاہ عباس صفوی اور اس کے ارکان سلطنت کی تصویر کھینچکر لائے، چنانچہ خود لکھتا ہے:

وقتے کہ خان عالم را بعراق می فرستادم بشنداس نام مصورے کہ در شبیہ کشی از یکتایان روزگار ست ہمراہ دادہ بودم کہ شبیہ شاہ و عمدہائے دولت ایشاں را کشیدہ بیارد شبیہ اکثرے را کشیدہ بود بہ نظر درآورد خصوصاً شبیہ شاہ برادرم (یعنی عباس صفوی) را بسیار خوب کشیدہ بود چنانچہ بہر کس از بندہائے ایشاں نمودم عرض کردند کہ بسیار خوب کشیدہ (صفحہ ۲۸۵)

توزک کے شاہی نسخہ میں اپنے جلوس کا مرقع ابوالحسن نادر الزمانی سے طیار کرایا تھا جسکا اوپر ذکر گذر چکا ہے چنانچہ اسکے صلہ میں اسکو نادر الزمانی خطاب دیا تھا جس قدر عجیب غریب حیوانات وغیرہ اسکے عجائب خانہ میں تھے سب کی تصویریں کھچوا کر جہانگیر نامہ میں شامل کی تھیں چنانچہ خود لکھتا ہے:

حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) اگرچہ در واقعات خود صورت و اشکال بعضے جانوران را نوشتہ اند لیکن غالباً بمصوران نہ فرمودہ اند کہ صورت آن ہا را تصویر نمایند۔ چون این جانوران در نظر من بغایت غریب درآمدہ ہم نوشتم و ہم در جہانگیر نامہ فرمودم کہ مصوران۔ شبیہ آن ہا را کشیدند تا حیرتے کہ از شنیدن دست دہد از دیدن زیادہ گردد۔ (صفحہ ۱۰۵)

قدیم مرقعوں اور تصویروں کا نہایت شایق تھا۔ اور یہ شوق حد سے بڑھ گیا تھا
امیر تیمور کے معرکہ جنگ کا مرقع ایک امیر نے ایران سے بہم پہونچایا تھا۔ اس کا ذکر
توزک میں جس طرح کیا ہے۔ اس سے اسکے شوق کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ مرقع خلیل مرزا
نے کھینچا تھا اس مرقع میں ۲۴۰ تصویریں تھیں۔ اور یہ سب اُن شہزادوں اور امراء
کی تصویریں تھیں جو اس معرکہ میں شریک جنگ تھے۔ ہر تصویر کے نیچے صاحب تصویر
کا نام بھی لکھ دیا تھا۔ یہ مرقع شاہ اسمعیل صفوی کے کتب خانے سے شاہ عباس
کے ہاتھ آیا تھا۔ شاہ عباس کے داروغہ کتب خانے نے اسکو چوری سے بیچ ڈالا۔
اتفاق یہ کہ جہانگیر نے خان عالم کو جب ایران بھیجا تھا تو اصفہان میں یہ مرقع
بازار میں بک رہا تھا۔ خان عالم نے خرید لیا۔ شاہ عباس کو خبر ہوئی تو خان عالم
کو لکھ بھیجا کہ میں صرف دیکھنا چاہتا ہوں۔ بھیجدو۔ خان عالم نے بہت ٹالا۔ لیکن
شاہ عباس کے اصرار سے مجبور ہو گیا اور آخر بھیجدیا۔ شاہ عباس کو چونکہ جہانگیر
کی تصویر دوستی کا حال معلوم تھا۔ چند روز اپنے پاس رکھ کر خان عالم کے پاس
بھیجدیا۔ یہ تمام داستان جہانگیر نے توزک میں لکھی ہے۔ اور عجیب جوش مسرت
سے لکھی ہے ایک جگہ لکھتا ہے،

از نفائیس و نوادرِ روزگار کہ خان عالم آوردہ الحق از تائیدات طالع
او بود کہ چنین تحفہ بدست افتادہ مجلس جنگ صاحبقران ست الخ اگر نام
مصور نبودے گمان می شد کہ کار بہزاد باشد،

چون توجہ خاطر ما را بہ امثال این نفائیس می دانند کہ درچہ مرتبہ است۔ از خیانتِ
نیز در کلی و جزوی بحمداللہ کہ مضائقہ نیست حقیقت را بہ خان عالم ظاہر ساختہ

بانذ بر شار الیہ لطف نمود ند (صفحہ ۲۸۵)؛

آپنے زمانے کے نامور آدمیوں کے بُت (اسٹیچو) بھی طیار کرائے تھے۔ اور تعجب یہ ہے کہ ان میں ہندو راجاؤں کے بت بھی تھے۔ مہارانا اودی پور امر اور اس کے ولیعہد کرن کا جو بت طیار کرایا تھا اسکے متعلق سالہ جلوس کے واقعات میں لکھتا ہے؛

صورت رانا کرن پسر او را بہ سنگ تراشان تیز چنگ فرمودہ بودم کہ از سنگ مرمر بہ قدو ترکیبے کہ دارند بتراشند۔ دریں تاریخ صورت اتمام یافت وبہ نظر درآمد فرمودم کہ بہ آگرہ بردہ در باغ جھروکہ درشن نصب کنند (صفحہ ۱۹۲ و ۱۹۳)

جہانگیر تصویر شناسی کا جو دعویٰ کرتا ہے تذکروں اور تاریخوں سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے؛ سرخوش نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک تصویر جہانگیر کو لاکر دی جس میں ایک عورت کی تصویر اس حالت میں کھینچی تھی کہ اسکی کنیز جھانویں سے اسکے تلوے مل رہی ہے۔ جہانگیر نے پانچہزار روپے دیکر وہ تصویر لی اسپر صاحب تصویر کو تعجب ہوا اور عرض کی کہ حضور! اس میں کیا بات ہے؟ جہانگیر نے کہا جب تلوے سہلائے جاتے ہیں تو خفیف سی گدگدی پیدا ہوتی ہے؛ اسکا اثر چہرہ پر بھی ظاہر ہوتا ہے اور یہ اثر تصویر میں موجود ہے؛

صنّاعی اور صنعت گری جہانگیر کی خوش مذاقی اور قدر دانی نے صنّاعی کو جس قدر ترقی دی اسکی تفصیل اس رسالہ میں سما نہیں سکتی؛ ہم صرف ایک مثال پر اکتفا کرتے ہیں۔ جسکا ذکر جہانگیر نے سنہ جلوس کے واقعات میں استعجاب کے ساتھ کیا ہے۔ یہ پستہ کے چھلکے کے برابر ہاتھی دانت کے چار مرقعے تھے۔ ایک میں چند پہلوان باہم لڑ رہے ہیں۔ ایک ہاتھ میں نیزہ لئے کھڑا ہے دوسرے کے ہاتھ میں پتھر کا ٹکڑا ہے

ایک اور پہلوان زمین پر ہاتھ ٹیکے ہوئے بیٹھا ہے۔ سامنے ایک کمان۔ ایک لکڑی اور ایک ظرف رکھا ہوا ہے۔ دوسرے مرقع میں ایک تخت ہے۔ جس پر ایک شامیانہ تنا ہوا ہے۔ تخت پر ایک بادشاہ پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے بیٹھا ہے۔ پیٹھ تکیہ سے لگی ہوئی ہے۔ پانچ خدمتگار گرد و پیش کھڑے ہیں۔ اوپر سے ایک درخت کی شاخ بادشاہ کے سر پر سایہ کر رہی ہے۔ تیسرے مرقع میں نٹ تماشا دکھاتے ہیں۔ ایک بلی کھڑی ہے۔ اس میں تین طنابیں بندھی ہیں۔ ایک نٹ اس طرح کھڑا ہے کہ بائیں ہاتھ کو سر کے پیچھے سے لاکر داہنے پاؤں کو پکڑ لیا ہے۔ ایک ہاتھ میں ایک لکڑی ہے جسکے سرے پر ایک بکری معلق ہے۔ ایک اور نٹ گلے میں ڈھول ڈالے ہوئے بجا رہا ہے۔ ایک اور شخص ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے کھڑا ہے۔ اور طناب کی طرف دیکھ رہا ہے۔ پانچ شخص ادھر ادھر کھڑے ہیں۔ چوتھے مرقع میں ایک درخت ہے۔ درخت کے نیچے حضرت عیسےٰ علیہ السلام بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک آدمی ان کے پاؤں چوم رہا ہے۔ وہ ایک پیر مرد سے باتیں کرتے ہیں۔ چار شخص اور آس پاس کھڑے ہیں۔

لطف یہ کہ یہ تمام تصویریں جو ہاتھی دانت کی تھیں۔ صرف ایک پستہ کے چھلکے میں آجاتی تھیں۔ جہانگیر کو اس صنعت گری پر اس قدر حیرت ہوئی کہ ان الفاظ میں اس کا ذکر کرتا ہے۔

یکے از غلامان بادشاہی کہ در خاتم بندخانہ کاری کند۔ کارنامہ ساختہ از نظر گذرانیدہ کہ تا امروز مثل این کارے نشدہ بود بلکہ نشنیدہ ام۔ چوں نہایت غرابت داشت بتفصیل نوشتہ می شود (توزک جہانگیری صفحہ ۹۰)۔

عبرت تو زک جہانگیری۔ سر سید مرحوم نے علی گڈھ میں چھپوائی تھی۔ اس موقع پر ایک حاشیہ لکھا ہے جس میں تحریر فرماتے ہیں :

ظاہراً این کارنامہ از غلام خاتم بند خانہ شاہی معلوم نمی شود۔ چہ در مجلس چہارم ساختن صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام را وجہے معلوم نمی شود۔ غالباً این کارنامہ از کارنامہائے کاریگران فرنگ بودہ و بہ دستش افتادہ۔ آن را از نام کارنامہ خود مذر گذرانیدہ۔

سید صاحب کو اسکا یقین نہیں آسکتا کہ کوئی ہندوستانی شخص بھی ایسا کمال دکھا سکتا ہے۔ اسلئے فرماتے ہیں کہ کسی یورپین نے بنائی ہوگی اور اسپر یہ قرینہ قایم کرتے ہیں کہ چوتھے مرقع میں حضرت عیسیٰ کی تصویر تھی خوش اعتقادی کی یہ اخیر حد ہے جس زمانے کا یہ ذکر ہے اُس وقت یورپ یورپ نہ تھا۔ اور سچ یہ ہے کہ ہاتھ کی صناعیوں میں آج بھی یورپ ایشیا سے بازی نہیں لیجا سکتا مسلمان۔ انبیاے بنی اسرائیل سے ایسے ناآشنا نہ تھے کہ حضرت عیسیٰ کی تصویر بنانا۔ ان کے لئے کوئی تعجب انگیز بات ہوتی۔ خصوصاً جب کہ اکبر نے عیسائیوں کو دربار میں دخل دیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ و مریم کی تصویریں بنانا عام ہو چکا تھا!

تحقیقات اشیاء جہانگیر کو ہر چیز کی تحقیقات کا خاص شوق تھا۔ جس ملک اور جس صوبہ میں جاتا تھا۔ وہاں کی ایک ایک چیز کی تحقیق کرتا تھا۔ ہر جگہ پرچہ نویس اور واقعہ نویس مقرر تھے کہ ملکی حالات کے ساتھ ہر قسم کی تحقیقات کی رپورٹ کرتے رہیں۔ جو باتیں عام طرح سے مشہور ہو گئی تھیں اور لوگ ان کو مسلمات عامہ کی طرح تسلیم کرتے آتے تھے جہانگیر انکی تحقیق کرتا تھا اور اکثر غلط ثابت ہوتی تھیں۔ مثلاً عام طور پر مشہور ہے کہ موسیائی

کے استعمال سے زخم فوراً اچھا ہو جاتا ہے جہانگیر نے اسکا تجربہ کیا اور نتیجہ تجربہ ان لفظوں میں لکھتا ہے کہ

در باب اثر مومیائی از حکیمان سخنان شنیدہ بودم۔ چون تجربہ شد ظاہر نگشت نمی دانم کہ اطبا در اثر آن مبالغہ از حد گذرانیدہ اند یا بجہت کہنگی اثر آن گم شدہ باشد بہر تقدیر بہ روشے کہ قرار داد اطبا بود پاے مرغ را شکستہ زیادہ از انچہ می گفتند خورانیدہ۔ پارہ بر محل شکستگی مالیدہ شد و تا سہ روز محافظت نمودند حالانکہ مذکور می شد کہ از صباح تا شام کافی ست۔ بعد از ان دیدہ شد ہیچ گونہ اثرے ظاہر نشد، (صفحہ ۱۱۶)۔

زعفران کا خندہ زا ہونا عموماً مسلم ہے۔ چنانچہ ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو طب کی معتبر کتاب ہے یہ تصریح مذکور ہے۔ جہانگیر نے قید خانہ سے ایک قیدی کو بلا کر پاؤ سیر زعفران کھلا دی۔ کچھ اثر نہ ہوا۔ دوسرے دن آدھ سیر تک کھلائی جس تک [ا] نہ ہوئی،

ہما جسکا سایہ مشہور ہے۔ جہانگیر نے اسکا پتہ لگایا تو اس قدر معلوم ہوا کہ پنجاب کے پہاڑوں میں ایک پرند ہوتا ہے جو ہڈیاں کھاتا ہے جہانگیر نے حکم دیا کہ جو شخص شکار کر کے لائے ہزار روپیہ انعام پائیگا؛ چنانچہ جمال خان بندوق سے مار کر لایا۔ جہانگیر نے سینہ چاک کرا کے دیکھا تو چینہ دان میں ہڈی کے ریزے تھے۔ [۲]

اسی بنا پر شاعر نے کہا ہے؛

ہمائے بر سر مرغاں ازاں شرف دارد ۔۔۔ کہ استخواں خورد و ہیچکس نیازارد۔

[۱] توزک جہانگیری صفحہ ۳۹۶؁

[۲] توزک جہانگیری صفحہ ۳۹۸؁

چونکہ تمام ملک کے جہانگیر کے مذاق کا حال معلوم ہو گیا تھا اسلئے ہر جگہ سے اسکو مفید اطلاعیں پہونچتی تھیں۔

آسمان سے جو ستارے ٹوٹ کر گرتے ہیں عوام تو خدا جانے اسکے متعلق کیا کیا کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ستارے کبھی کبھی باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ تصادم کے وقت ان سے روشنی نکلتی ہے ان کے اجزا زمین تک بھی آجاتے ہیں۔ جہانگیر کے زمانے میں ایک دفعہ جالندھر کے مضافات میں بڑے زور کی آواز آئی۔ ساتھ ہی آسمان سے بجلی سی گری۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ برس رہی ہے۔ دس بارہ گز تک زمین بالکل جلکر سیاہ ہو گئی تھی۔ زمین کو کھودا گیا تو لوہے کا ایک ٹکڑا نکلا جو سخت گرم تھا۔ جب ٹھنڈا ہوا تو پرگنہ کے حاکم نے خریطہ میں رکھکر جہانگیر کے پاس بھیجا۔ جہانگیر نے استاد داؤد کو حکم دیا کہ اسکی تلوار بنا کر لائے۔ معلوم ہوا کہ گھن پڑنے سے چور ہو جاتا ہے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ لوہا بھی اس میں ملا دیا جائے چنانچہ چوتھائی حصہ لوہا ملا کر۔ دو تلواریں اور خنجر وغیرہ طیار ہوئے جن میں ہینی تلواروں کا سا دم خم تھا۔ جہانگیر نے سامنے تجربہ کرایا تو تلواروں نے خوب کاٹ کیا۔ بیدل خاں نے اسپر رباعی لکھی[۱]۔

از شاہ جہانگیر جہاں یافت نظام — افتاد بہ عہد او ز برق آہن خام
زاں آہن شد بہ حکم عالمگیرش — یک خنجر و کارد با دو شمشیر تمام

جہانگیر کی دقت نظری اور موشگافی اس حد تک تھی کہ مصنوعی اور مشتبہ چیزیں گو کتنی ہی نظر فریب ہوں اسکو دھوکا نہیں دیسکتی تھیں۔ بارہا لوگوں نے بڑے بڑے عجیب غریب مرقعے اور تصویریں وغیرہ اسکے سامنے پیش کیں لیکن اس نے ظاہر فریبی

---

[۱] صفحہ (۳۳۰) توزک جہانگیری۔

پر اعتبار نہیں کیا۔ سنہ ۳ جلوس میں مقرب خاں نے ایک تصویر بھیجی جو یورپ سے ہاتھ آئی تھی اور جسکی نسبت یہ روایت تھی کہ تیمور کی اُس وقت کی تصویر ہے جب اُس نے سلطان بایزید یلدرم کو گرفتار کیا تھا۔ اس وقت قسطنطنیہ میں عیسائی حکومت تھی وہاں کے فرماں روا نے تیمور کے پاس سفارت بھیجی تھی۔ سفیر کے ساتھ مصور بھی آیا تھا۔ یہ تصویر اُس نے کھینچی تھی۔ جہانگیر اس واقعہ کو لکھ کر لکھتا ہے :

اگر این دعوی اصلی داشتہ باشد ہیچ چیز تحفہ پیش من بہتر از این نخواہد۔
چون بصورت وحلیہ اولاد و فرزندان سلسلہ علیہ آن حضرت شباہتے ندارد
خاطر براست بودن این سخن تسلی نمی شود[۹۱]

جہانگیر کو اس تحقیقات کا خاص شوق تھا کہ ہر چیز کس حد تک معمولی حالت سے زیادہ ہو سکتی ہے چنانچہ اس نے اکثر درختوں۔ پھلوں۔ جانوروں وغیرہ کے متعلق اس قسم کی تحقیقات کرائیں۔ مثلاً انار کی نسبت ثابت ہوا کہ ۴۰ تولہ تک ہوتا ہے۔ بہی ۲۹ تولہ تک۔ یہ دونوں پھل فراہ سے آئے تھے اور اُس نے وزن کرا کر دیکھا تھا[۹۲]۔ فتحپور سے ایک تربوز آیا جو وزن کرنے پر ۳۲ سیر کا ٹھہرا۔ سنہ ۱۱ جلوس میں جب شیخوپورہ پہونچا تو بڑ کا ایک درخت غیر معمولی قد و قامت کا نظر آیا۔ اسکی پیمایش کرائی معلوم ہوا کہ اسکے تنہ کا دور ساڑھا ۵ گز اور جڑ سے شاخ تک کی بلندی ۱۲۰ گز[۹۳] اور جٹائیں جو زمین میں گھر ہو کر درخت بن گئی ہیں ۲۰۳ گز ہیں۔ ایک شاخ جو ہاتھی کے دانت کی طرح سامنے نکلی ہوئی تھی ۱۴ گز تھی۔ اسی سنہ میں خرمے کا ایک عجیب غریب درخت نظر سے گذرا۔ ۱۰ گز اونچا

---

[۹۱] تورک جہانگیری صفحہ ۳۴۷؛ [۹۲] تورک جہانگیری ۲۰۰؛

[۹۳] تورک جہانگیری ۱۶۸؛

اُبھرا کر دو شاخیں ہو گئی تھیں۔ اور ہر شاخ دس دس گز کی تھی۔ جہانگیر نے مصوروں سے اسکی تصویر کھچوا کر جہانگیر نامہ میں درج کرائیں[۵۱]۔ اس قسم کے سیکڑوں واقعات ہیں جنکی تفصیل نہیں ہو سکتی؛

سپہ گری کا مذاق

تمام انگریزی مؤرخوں اور اُنکے مقلدوں نے جہانگیر کو جس عینک سے دیکھا ہے اُس سے وہ ایک مست الست عیاش نظر آتا ہے لیکن تاریخی نگاہ پہلے ہی نظر میں پہچان سکتی ہے کہ یہ وہی تیمور کا پوتا اور اکبر اعظم کا بیٹا ہے وہ نورجہاں بیگم سے اتنی بات پر برہم ہو گیا اور مدتوں اُس سے بات نہ کی کہ وہ دفعتہً شیر کے خیمہ میں آجانے سے بھاگ گئی تھی[۵۲]۔ مہابت خان سپہ سالار نے جب باغی ہو کر سات ہزار راجپوتوں سے دفعتاً اسکا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ بالکل تنہا رہ گیا۔ تو بار بار تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا کہ اسکا سر اُڑا دے لیکن مشیر نے روکا کہ یہ تحمل اور بلند حوصلگی کا وقت ہے۔ ایک دفعہ شیر کو اس نے بندوق کے کندے سے مار کر گرا دیا چنانچہ اسکا حال خود لکھتا ہے؛

شیر از شدت غضب از جا برخاستہ بہ قفاے فیل برآمد و فرصت مقتضی آن نہ شد کہ بندوق را گذاشتہ شمشیر را کار فرمایم سر بندوق را گردانیدہ بہ زانو در آمدم و بہ دو دست سر بندوق را چنان بر سر ور وی او زدم کہ از آسیب آن بر زمین افتاد و جان داد؛[۵۳]

بھیڑیا بیس بیس تیس تیس تیر کھا کر بھی نہیں مرتا۔ جہانگیر نے ایک ایک تیر میں

---

[۵۱] تزک جہانگیری صفحہ ۱۷۴؛ [۵۲] اس واقعہ کو مآثر الامرا میں بہ تفصیل لکھا ہے؛

[۵۳] تزک جہانگیری صفحہ ۳۶۷؛

مارا ہے چنانچہ اسکا تذکرہ فخر کے لہجہ میں کیا ہے۔ لیکن بالآخر شرما کر کہتا ہے کہ اپنے منھ سے اپنے واقعات کیا بیان کروں، اسلئے اسی ایک واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں،

گرگے از پیش برآمد، تیرے نزدیک بہ بناگوش زدم کہ قریب بہ یک وجب فرونشست و بہ ہماں تیر افتاد و جان داد۔ و بسیارے بودہ کہ پیش من جوانان سخت کمان بیست تیر و سی تیر زدہ اند و نہ مردہ، چون از خود نوشتن خوشنما نیست، زبان قلم را از عرض این وقائع کوتاہ می دارم،[1]

باوجود اسکے کہ اسکا زمانہ شاہانہ ناز و نعمت کا اوج شباب تھا۔ اور زمین و آسمان راحت و آرام کے گہوارے بن گئے تھے تاہم اس میں وہی سپاہیانہ جفاکشی اور محنت کے انداز موجود تھے جو اسکے اسلاف کے جوہر تھے۔ دریا میں جال لیکر اترنا اور مچھلی کا شکار کرنا۔ ماہی گیروں کے سوا کون کرسکتا ہے۔ لیکن جہانگیر کو باین شاہنشاہی اس سے عار نہیں اور شوقیہ کرتا ہے۔ چنانچہ خود لکھتا ہے!

تاحال سفرہ دام کہ از دامہائے مقرر ست و بہ زبان ہندی بھنور جال میگویند نہ انداختہ بودم۔ انداختن آن خالی از اشکالی نیست۔ بہ دست خود ایں دام را انداختہ دہ دوازدہ ماہی گرفتم و مرواریدہا در بینی آن کشیدہ بہ آب سر دادم،

ایک دفعہ باغ میں مجلس آرا تھا۔ باغ میں ایک نہر تھی جسکا پاٹ ۴ گز کا تھا سب کو حکم دیا کہ اسکو پھاندیں۔ اکثر لوگ بیچ میں رہ گئے جہانگیر نکل گیا تاہم لکھتا ہے کہ۔

من ہم اگرچہ جستم۔ اما بہ آن چستی کہ در سن سی سالگی جستہ بودم دریں ایام کہ عمر من بہ چہل سالگی رسیدہ بہ آن قدرت و چالاکی نتوانستم جست[2]!

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۳۶۰
[2] توزک جہانگیری صفحہ ۵۱

کابل میں سات باغ ۔ دور دور فاصلہ پر ہیں ۔ ان سب کی ایک ہی دن میں پا پیادہ سیر کی ۔ درختوں پر خود چڑھ کر پھل توڑتا تھا اور لکھتا ہے کہ اس طرح پھل کھانے میں خاص لطف ہے ۔

شمشیر بازی کا فن مرتضیٰ خاں دکنی سے سیکھا تھا[51] جو اس فن میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا ۔ چنانچہ سنہ جلوس میں اسکو ورزش خاں کا خطاب دیا ۔

ایشیائی سلطنتوں کا عام قاعدہ ہے کہ بادشاہ کا مذاق تمام ملک میں سرایت کر جاتا ہے ۔ اور تمام لوگوں میں وہی فضایل پیدا ہو جاتے ہیں جو خود بادشاہ میں ہوتے ہیں ۔ جہانگیر کے زمانے میں سپہگری اور بہادری کا مذاق اس قدر عام ہو گیا تھا ۔ لوگ شیروں سے لپٹ جاتے تھے اور دست بدست لڑتے تھے ۵ سنہ جلوس میں جب ایک شیر دفعتاً جہانگیر پر آ پڑا ۔ تو انوپ رائے بڑھ کر شیر سے مقابل ہوا ۔ چنانچہ اسکی کیفیت جہانگیر ان الفاظ میں لکھتا ہے ۔

> انوپ رائے سہ پایہ را از دست گذاشتہ بہ شیر متوجہ شد ۔ شیر بہمان چستی و چالاکی کہ حملہ آور گشتہ بود برو برگشت و او مردانہ بہ شیر روبرو شد آن چوب کہ در دست داشت بہ ہر دو دست دو بار بر سر او محکم فرو کوفت شیر دہن باز کردہ ہر دو دست انوپ رائے در دہن گرفت ۔ انوپ رائے زور کردہ دست ہائے خود را از دہن شیر بر می آورد و دو سہ مشتے بر کلہ او میزند و بہ پہلو غلطیدہ بزور زانو راست می ایستد ۔ درینگ دو کشتی گیر بر یک دیگر چسپیدہ غلطان شدند الخ[52]

سنہ ۱۱ جلوس میں چوروں نے شاہی خزانہ پر چھاپہ مارا ۔ چند روز کے بعد ان کا پتہ

---

[51] توزک جہانگیری صفحہ ۱۲۴ ۔

[52] توزک جہانگیری صفحہ ۹۰ ۔

لگا اور گرفتار ہو گئے ۔ جہانگیر نے ان کے سردار کی نسبت حکم دیا کہ ہاتی کے پاؤں میں ڈال دیا جائے۔ اُس نے عرض کی کہ حکم ہو تو میں ہاتی سے لڑ سکتا ہوں۔ جہانگیر نے اجازت دی۔ وہ خنجر لے کر بڑھا۔ ہاتی نے چند دفعہ اسکو اُٹھا کر پٹک پٹک دیا۔ لیکن وہ پھر بار بار بڑھ کر ہاتی پر حملہ آور ہوتا تھا یہاں تک کہ ہاتی کو پھر اسکی طرف بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی؛

نورجہاں بیگم کا شیر مارنا سب جانتے ہیں۔ لیکن اسنے یہ مشق جہانگیر کی ناراضی کے بعد پیدا کی تھی؛

دادرسی۔ رعایا کی خبرگیری اور جفاکشی

مخالفین تو کہتے ہیں کہ جہانگیر کا شراب کباب کے سوا۔ اور کچھ کام نہ تھا لیکن واقعات بتلاتے ہیں کہ رعایا کی دادرسی عدل و انصاف۔ ملک کی خبرگیری میں اکبر کے سوا۔ کوئی اسکا جواب نہ تھا۔ اس دعویٰ کا ثبوت تفصیل اور وسعت کے ساتھ تواریخوں سے ہو سکتا ہے لیکن ہمارے مضمون کا عنوان توزک جہانگیری تک محدود ہے یعنے جو واقعات خود توزک جہانگیری سے ثابت ہوں۔ اُن سے تجاوز نہ کیا جائے اسلیئے ہم اس دایرہ سے باہر نہیں جانا چاہتے؛

جہانگیر اپنے نامور باپ کی طرح دن رات میں صرف تین گھنٹہ سوتا تھا چنانچہ خود لکھتا ہے[1]؛

بکرم الٰہی عادت چناں شدہ کہ درمیان شبانروزے بیش از دو ساعت نجومی نقد وقت بتاراج خواب نمیردہ۔ و دریں ضمن دو فایدہ منظور است یکے آگاہی

[1] توزک جہانگیری ۱۶۷؎

از ملک و دودم بیدار دلی بہ یادِ حق۔

احمد آباد گجرات کی آب وہوا اسکو نہایت ناموافق آئی تاہم جب تک وہ عین گرمی اور حدت کے وقت ۔ دوپہر کے بعد کھلے میدان میں دربار عام کرتا تھا اور حکم تھا کہ نقیب اور چوبدار وغیرہ بالکل ہٹا دیئے جائیں کہ کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہو چنانچہ لکھتا ہے

چون مردم این شہر بغایت ضعیف دل وعاجز اند بہ جہت احتیاط کہ مبادا بعضے از اہل اردو بہ تعدی وستم در خانہ ملکی آنہا فرود آیند۔ وقاضی ومیر عدل بہ جہت رعایت بد روزگی مداہنت نمایند۔ از تاریخی کہ دریں شہر نزول سعادت اتفاق افتاد باوجود حدت وحرارت ہوا ہر روز بعد از فراغ عبادت دوپہر بہ جھروکہ در طرف دریا کہ ہیچگونہ حائلے ومانعے از در و دیوار ویساول وچوبدار نہ دارد برآمدہ دو سہ ساعت نجومی می نشینم و بہ مقتضائے عدالت بہ فریاد دادخواہان رسیدہ ستم پیشہ ہا را در خور جرایم وتقصیرات سیاست می فرمایم حتی در ایام ضعف بالکل در دو الم بہ دستور معہود بہ جھروکہ برآمدہ تن آسانی بر خود حرام داشتہ ام[۵۲]۔

یہ امر تمام مورخین نے تسلیم کیا ہے کہ عدل و انصاف میں جہانگیر بالکل بے لاگ تھا۔ اس معاملہ میں اسکے نزدیک دربار کا ایک رکن اعظم اور ایک غریب مزدور دونوں برابر تھے۔ اخیر اخیر میں نورجہاں اسکے مزاج پر بالکل حاوی ہوگئی تھی۔ تاہم جیسا کہ صاحب مآثر الامرا نے بھی تسلیم کیا ہے اس نے نورجہاں سے کہدیا تھا کہ سلطنت تمھاری ہے لیکن مظلوموں کے مقابلہ میں خبردار کسی کی سعی سفارش نہ کرنا جو کبھی میرے سامنے پیش نہ جا سکے گی مقرب خان سے بڑھکر کوئی معتمد نہ تھا۔ اسکے

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۲۳۲۔

[۵۲] توزک جہانگیری صفحہ ۲۳۲۔

رسائی وہ دربار اور سلطنت کا رکنِ اعظم تھا۔ تاہم جب ایک بڑھیا بیوہ نے اسکی شکایت کی تو پوری تحقیق سے تحقیقات کی اور مقرب خان کے نوکر کو جو جرم کا مرتکب ہوا تھا قتل کرا کے مقرب خان کا منصب گھٹا دیا[لہ]۔ اس بارہ میں اسکے واقعات تعجب انگیز داستان بن گئے ہیں اور گو ہم نے توزک جہانگیری کا التزام کیا ہے لیکن صرف ایک واقعہ ایک دوسری کتاب کی سند سے لکھتے ہیں:

ایک دفعہ نورجہاں بیگم مہتابی پر ٹہل رہی تھی۔ اتفاق سے کوئی راہرو ادھر سے گذرا۔ اور اس نے نظر اٹھا کر نورجہاں کیطرف دیکھا نورجہاں نے اسکو گولی ماردی جہانگیر کو خبر پہونچی۔ فوراً حکم دیا کہ تحقیقات کی جائے۔ جرم ثابت ہوا اور قاضی نے قصاص کا فتویٰ دیا۔ قلماقنوں کو حکم ہوا کہ محل میں جا کر نورجہاں کو پکڑ لائیں اور جلاد کے حوالے کردیں۔ نورجہاں نے بہت کچھ روپیہ کا لالچ دیا لیکن سب جہانگیر کی انصاف پرستی سے واقف تھے کسی نے کچھ نہ سُنی۔ بالآخر نورجہاں نے مقتول کے ورثا کو راضی کیا کہ خونبہا لے لیں چنانچہ دو لاکھ روپیہ خونبہا لیکر ان لوگوں نے دست برداری کی۔ اور جہانگیر سے کہہ دیا کہ ہمکو کچھ دعوےٰ نہیں۔ جہانگیر نے کہا شاید تم لوگوں پر بیگم کی طرف سے کچھ دباؤ پڑا۔ ان لوگوں نے یقین دلایا کہ نہیں ہم نے بخوشی ایسا کیا ہے جہانگیر نے رہائی کا حکم دیا۔ یہ سب کچھ ہوچکا تو محل میں گیا اور (عشق کی ادا دیکھو) نورجہان کے پاؤں پر گر کر کہا ہائے بیگم اگر ترا می کشتند من چہ می کردم[۲]؟

[لہ] توزک جہانگیری صفحہ ۲۰۳۔

[۲] اس واقعہ پر لوگوں کو یقین کرنا مشکل ہوگا لیکن والہ داغستانی نے بہ تفصیل تمام اسکو ریاض الشعرا حالات جہانگیر میں لکھا ہے۔ والہ داغستانی شیعہ تھا۔ اور قاضی نوراللہ شوستری کے خون کا اسکو داغ تھا اسلئے اسکی شہادت بیکار نہیں جا سکتی۔

جہانگیر کی پالیسی

اکبر اور جہانگیر کی پالیسیاں گو متحد المقصد تھیں لیکن ایک نہایت اہم فرق تھا۔ اس امر میں دونوں متفق تھے کہ ہندو اور مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں۔ اور دونوں پر یکساں حکومت کرنا فرض سلطنت ہے لیکن اکبر کا خیال تھا کہ اس مقصد کے لئے مذہبی جوش اور اثر کا رنگ ہلکا کرنا ضرور ہے۔ اسلئے وہ ہندو عیسائی۔ پارسی۔ تمام مذہبوں کا ظاہری قالب اختیار کرتا رہتا تھا۔ وہ صبح کو سورج پر پانی چڑھاتا تھا۔ شام کو چراغ جلے آگ کی تعظیم کرتا تھا۔ حضرت عیسی اور مریم کی تصویروں کے آگے سر جھکاتا تھا لیکن جہانگیر سمجھتا تھا کہ پکا مسلمان پکا متعصف پکا دیندار رہ کر بھی غیر مذہب والوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔ اس بنا پر وہ ایک طرف تو پنڈتوں سے مذہبی مباحثہ کرکے ان کو قایل کرتا ہے[۵۱] ایک ہندو راجہ روز افزون کو ہدایت و تلقین سے (نہ بجبر) مسلمان کرتا ہے[۵۲] کوٹ کانگڑہ فتح کرکے اسلامی شعار جاری کراتا ہے اور اسپر ناز کرتا ہے دوسری طرف راجہ مان سنگھ کو بنگالہ کا گورنر کرکے ۵۰ ہزار فوج کا افسر مقرر کرتا ہے راجہ جگنا تھ کو پنجہزاری منصب کے ساتھ خلعت اور مرصع تلوار عنایت کرتا ہے رانا شنکر کو جو مہارانا اودی پور کا برادر عم زاد تھا خلعت دیکر اودی پور کی مہم پر بھیجتا ہے بیر داس کو بکرماجیت کا خطاب اور میر آتشی کا عہدہ دے کر ۵۰ ہزار توپچیوں کا افسر کرتا ہے[۵۳]۔ شیخ عبدالحق دہلوی کی جس طرح تعظیم و تکریم کرتا ہے جدروپ گسائیں کے ساتھ بھی اسی اعزاز و خلوص اور احترام کے ساتھ پیش آتا ہے۔

---

[۵۱] تزک جہانگیری صفحہ ۱۴۔
[۵۲] تزک جہانگیری صفحہ ۱۲۵۔
[۵۳] تزک جہانگیری صفحہ ۱۰۹۔

اسکی تمام تاریخ میں ایک واقعہ بھی منقول نہیں کہ اسنے مذہب کی بنا پر ملکی حقوق میں کوئی تفریق کی ہو اسنے اکبر کی پالیسی کی ان لفظوں میں مدح کی ہے اور اس حد تک خود اسکا پیرو تھا۔

"بہ مقتضای آن کہ سایہ می باید پرتو ذات باشد در ممالک محروسہ اش کہ بہ ہر حدی بکنار دریای شور منتہی گشتہ۔ ارباب مذاہب مختلف و عقیدہ ہای صحیح و ناقص را جا بود، راہ تعرض بستہ گشتہ سنی با شیعہ در یک مسجد و فرنگی با یہودی در یک کلیسا طریق عبادت سپرے نمودی زمین عشق بکونین صلح کل کردم۔"[1]

ہندوؤں سے اصلی تعلقات اگر ہم یہ جاننا چاہیں کہ تیموریوں کے تعلقات در اصل ہندوؤں کے ساتھ کیا تھے؟ تو ملکی تاریخوں سے لوگوں کو تسلی نہیں ہوتی۔ ایک بدگمان معترض کہہ سکتا ہے۔ بلکہ کہتا ہے کہ گو تیموریوں نے ہندوؤں کو تمام ملکی حقوق دیئے، ہر قسم کے ملکی عہدے عطا کیے قتل و قصاص میں کوئی تفریق نہیں کی۔ تاہم جو کچھ تھا مجبورانہ پالیسی تھی۔ تیموری اسبات سمجھتے کہ مٹھی بھر مسلمانوں سے اتنے بڑے وسیع ملک پر حکمرانی نہیں کی جا سکتی۔ اسلیے وہ مصلحۃً ہندوؤں سے دست و بازو کا کام لیتے تھے۔

لیکن توزک جہانگیری اس مشکل کو بھی حل کر سکتی ہے جہانگیر اکثر ملکی دربار چھوڑ کر گھر میں آبیٹھتا ہے اور اس وقت خانگی زندگی اور دلی جذبات کا آئینہ بنجاتا ہے۔ اس حالت میں وہ جو کچھ ہے۔ اور جیسا کچھ ہے بے پردہ نظر آتا ہے۔ ہندو رانیاں تیموریوں کے گھر میں آئیں۔ اور حرم میں۔ ہم پتا لگانا چاہتے ہیں کہ یہ بھی زور حکومت کی ایک شان تھی اور رانیاں درحقیقت لونڈیاں بن کر رہیں اور اُنسے وہی ظاہری، رواداری کا برتاؤ تھا یا یہ رانیاں تیموریوں کی عزیز تر بیویاں اور محبوب سے محبوب مائیں بنگئیں۔ جہانگیر کی ایک بیوی راجہ مان سنگھ کی بہن تھی خسرو اسی سے پیدا ہوا تھا۔ اور چونکہ اسکا ماموں راجہ مان سنگھ

[1] توزک جہانگیری صفحہ ۱۶

اور خسرو خان اعظم کو کلتاش تھا۔ اسلئے اسکو اکبر ہی کے زمانے میں خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جہانگیر کے بجائے تخت سلطنت مجھکو ملنا چاہیے، چنانچہ ہمیشہ باپ سے آمادہ بغاوت رہتا تھا لیکن اسکی ماں اسکو ہمیشہ اس خیال سے باز رکھتی تھی خسرو نہیں مانتا تھا اور ماں کی کوفت بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ اس صدمہ سے اس نے افیون کھاکر جان دیدی جہانگیر لکھتا ہے۔

از خوبی ہا و نیک ذاتی او چہ نویسم عقلے بکمال داشت و اخلاص او بمن و ر درجہ بود کہ ہزار پسر و برادر را قربان یک موئے من میکرد۔ مکرر بہ خسرو مقدمات نوشت و اوراد لالت باخلاص و محبت من میکرد چون دید کہ ہیچ فائدہ ندارد رغبتے کہ لازمہ طبیعت راجپوتانی ست خاطر بر مرگ خود قرار داده۔ روز بیست و ششم ذیحجہ ۱۰۱۳ ہجری افیون بسیار بعدم ہم ترش دماغ خوردہ در اندک زمانے در گذشت[1]

رانی نے تو محبت شوہری کا یہ ثبوت دیا جہانگیر کا جو حال ہوا سو وہ اسی کی زبان سے سننا چاہیے

از فوت او بنا بر تعلقے کہ داشتم ایامے بمن گذشت کہ از حیات و زندگانی خود ہیچ گونہ لذتے نداشتم چہار شبانہ روز کہ سی و دو پہر باشد از غایت کلفت و اندوہ چیزے از ماکول و مشروب بارد طبیعت نہ گشت چون این قصہ بوالد بزرگوارم رسید دلاسا نامہ در غایت شفقت و مرحمت بدین مرید فدوی صادر گشت و خلعت و دستار مبارک از سر بر داشتہ بودند ہماں طور بستہ بجہت من فرستادند این عنایت آبے بر آتش سوز و گداز من زدہ اضطراب و اضطرار مرا فی الجملہ قرار و آرامے بخشید[2]

غور کرو اس واقعہ میں چار شبانہ روز کا فاقہ دل کا کسی طرح قرار نہ پانا۔ اکبر کا یہ حالت دیکھکر نہایت دردآمیز تسلی نامہ لکھنا اور اپنے سر سے پگڑی اتار کر بھیجنا۔ ایسی چیزیں ہیں جو بناوٹ سے پیدا ہو سکتی ہیں؟ بے شبہ تیموریوں نے ہندوؤں کے ملک کو نہیں بلکہ دل کو فتح کر لیا تھا اور ہندوؤں کے اخلاص و محبت نے فاتح کو مفتوح بنا لیا تھا۔

[1] تزک جہانگیری صفحہ ۴۱ [2] تزک جہانگیری صفحہ ۴۱ +

بر لوحِ مشہدِ پروانہ این رقم دیدم — کہ آتشے کہ مرا سوخت خویش را ہم سوخت

علما اور فقرا کی قدر دانی۔

ایشیائی سلطنتوں میں علم و فضل کا رواج سلاطین کی قدر دانی پر موقوف ہے اور اس باب میں سلاطین اسلام کو عموماً تمام دنیا کے حکمرانوں پر ترجیح ہے جہانگیر بھی علمی قدر دانی میں اسلاف کی ایک عمدہ مثال تھا ہر مذہب کے علما اور فقرا سے ملتا تھا۔ اور ان کے ساتھ برتاؤ میں تمام آداب شاہی کو بھول جاتا تھا۔ اسکے ساتھ چونکہ نکتہ شناس تھا اسلئے ہر شخص کی نسبت ایسی رائے ظاہر کرتا ہے جو ایک بڑے مدقق کا کام ہو سکتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی نسبت لکھتا ہے؛

مدت ہاست کہ در گوشہ دہلی بہ وضع توکل و تجرید بسر می برد مرد گرامی ست صحبتش بے ذوق نیست۔ بہ انواع مراحم دلنوازی کردہ رخصت فرمودم[۱]

شیخ موصوف کی تصنیفات میں تذکرہ اولیائے ہند کا ذکر کیا ہے اور اسکی نسبت لکھتا ہے؛

"کتابے تصنیف نمودہ بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بنظر در آمدہ خیلے زحمت کشیدہ"

میر عضد الدولہ نے جب فرہنگ جہانگیری پیش کی ہے تو اس کتاب کی نسبت لکھتا ہے؛

الحق محنت بسیار کشیدہ و خوب پیروی ساختہ و جمیع لغات را از اشعار علما قدما استشہاد آوردہ۔ دریں فن کتابے مثل این نمی باشد فیل خاصہ عنایت نمودم[۲]

فارسی کا ایک محقق اس کتاب کی نسبت اس سے بڑھکر مدققانہ کیا رائے دے سکتا ہے فارسی لغت میں جس قدر کتابیں اس وقت تک لکھی گئی تھیں کسی میں قدما کے اشعار سے سند لانے کا التزام نہ تھا۔ اور فرہنگ جہانگیری کا یہی امتیازی وصف ہے؛

یاد ہوگا کہ فیضی جب اکبر کے دربار میں آیا ہے تو جہانگیر اور مراد کی تعلیم پر مقرر ہوا چنانچہ خود لکھتا ہے؛

[۱] توزک جہانگیری صفحہ ۲۰۲؛ [۲] توزک جہانگیری صفحہ ۳۵۹؛

ع۔ یکے مصلحے شاہزادہاے عظام

جہانگیر کی علمی قابلیت تصدیق کرتی ہے کہ فیضی نے اپنا فرض نہایت کامیابی کے ساتھ ادا کیا۔ خان خاناں بھی جہانگیر کا اتالیق رہ چکا ہے۔ ایسے اُستادوں کے فیض تعلیم سے ہم ایسے ہی نتیجہ کی توقع رکھ سکتے تھے؛

جہانگیر کا استفادہ علمائے اسلام تک محدود نہ تھا۔ وہ ہندو پنڈتوں اور درویشوں کے ساتھ بھی اسی خلوص اور عقیدت سے پیش آتا ہے۔ اسکے زمانہ میں جدروپ سناسی ایک مرتاض درویش تھا وہ پہاڑ کی کھوہ میں ایک نہایت دشوار گذار جگہ میں رہتا تھا؛ جہانگیر بارہا اسکی خدمت میں گیا اور اس سے علمی صحبتیں رہیں۔ وہ جدروپ کا جب ذکر کرتا ہے تو عقیدت مندی اور محبت سے لبریز نظر آتا ہے۔ چونکہ اسکی جائے قیام تک سواری نہیں جا سکتی تھی۔ تقریباً تین میل پیادہ چل کر وہاں پہونچا ہے چھ گھنٹہ تک اسکی صحبت میں رہا چنانچہ ملاقات کا حال تفصیل سے لکھ کر لکھتا ہے؛

علم بیدانت را کہ علم تصوف باشد خوب ورزیدہ تا شش گھڑی با او صحبت داشتم سخنان خوب مذکور ساخت چنانچہ خیلے در من اثر کرد[۵۱]

داستان عہد گل را از نظیری می شنو
عندلیب آشفتہ تر گفت ست ایں افسانہ را

---

[۵۱] توزک جہانگیری صفحہ ۱۷۰!

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
الجواب (اردو ترجمہ)	از محمد طلعت بے مصری فاضل	۶/
مائدہ محمدیہ (اردو ترجمہ)	از مولوی حسام الدین احمد صاحب	۲/
ترتیب القرآن (اردو ترجمہ)	از احمد جودت آفندی	۴/
دین و دانش	از مولانا محمود علی صاحب	[illegible]
سفرنامہ ہند	از حافظ عبد الرحمٰن صاحب سیاح امرتسری	[illegible]
الاسلام	از مولوی فتح محمد صاحب مترجم قرآن مجید فتح الحمید	۸/
اسلام کی دنیوی برکتیں	از نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب مرحوم	۸/
آثار خیر	از منشی سعید احمد صاحب مارہروی	۸/
تفسیر السموات	از سر سید علیہ الرحمۃ	۸/
مسلمانوں کی تہذیب	از نواب محسن الملک مرحوم	۴/
مسلمانوں کی ترقی اور انکے تنزل کے اسباب	از نواب محسن الملک مرحوم	۸/
الدین یسر	از شمس العلما مولانا حالی صاحب	۳/
تقلید اور عمل بالحدیث	از نواب محسن الملک مرحوم	۸/
غم حسین اور محرم کی بدعتیں	از مولانا عمادی	۲/
ملائک و حور و غلمان	از محسن الملک مرحوم	۲/
کانشنس (ضمیر)	از سر سید علیہ الرحمۃ	۱/
فطرت اور قانون فطرت	از محسن الملک مرحوم	۳/
یورپ اور قرآن	از مولوی چراغ علی صاحب مرحوم	۳/

نام کتاب	نام مصنف	قیمت
سوانح مولانا روم	از شمس العلما مولانا شبلی نعمانی	عہ ر
اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر	" "	۸ر
حیات خسرو	از منشی سید احمد صاحب	۱۲ر
البرامکہ	از منشی عبدالرزاق صاحب	عا ر
عیسیٰ اور صلیب	از نواب اعظم یار جنگ مرحوم	۱ر
خطبات احمدیہ	از سر سید علیہ الرحمۃ	عہ
ناجرہ	از مولانا عنایت رسول صاحب مرحوم	۲ر
اسلامی شفاخانے	از مولانا شبلی نعمانی	
اسلامی کتب خانے	" "	
حقوق الذمیین	" "	
جزیہ	" "	
ٹیکس اور مسلمان	" "	
خطبہ	" "	عہ ۸ر
النظر	" "	
کتب خانہ اسکندریہ	" "	
تراجم	" "	
اسلامی مدارس	" "	
قدیم تعلیم	" "	

مینیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر